بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

آخر کار وہی ہوا جس کا کھٹکا تھا۔ یعنی کانگرس نے بھی یہ تسلیم کر لیا کہ ملک کی ریاستی زبان ہندوستانی دونوں رسم الخطوں میں نہیں بلکہ ہندی صرف دیوناگری رسم الخط میں ہونی چاہیئے پچھلے دنوں پنڈت جواہر لال نہرو۔ صدر کانگرس اور بعض دوسرے لیڈروں اور انصاف پسند قومی کارکنوں کے اعلانات اور اُن کے مضامین و مقالات سے ایک ہلکی سی امید اس امر کی پیدا ہو گئی تھی کہ اگرچہ یو۔پی کی حکومت نے اُردو زبان کو اس کے اپنے دیس سے شہر بدر کر دیا ہے لیکن مرکز میں کم از کم عدل و انصاف کے مطالبات اور سب سے بڑھ کر گاندھی جی کے ارشادات و خواہشات کا لحاظ رکھا جائیگا لیکن اب معلوم ہوا کہ جس پارٹی کو صرف اپنی لیڈرشپ کی خیر منانے سے واسطہ ہو اس سے یہ امید باندھنا ہی فضول ہے کہ وہ اس راستہ پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہ سکیگی جس کو اس نے عرصہ دراز کے غور و فکر کے بعد اختیار کیا ہے اور جس پر قائم رہنے کا وہ بلند آہنگی کے ساتھ بار بار دعویٰ کرتی رہی ہے۔

ایک ایسی پارٹی جو متعصب۔ تنگ نظر۔ اور کوتاہ بیں عوام میں اعتماد کو بحال رکھنے کی غرض سے اپنے اہم اصول سیاست و نظریات حیات سے کھلا انحراف کرنے کی جرأت رکھتی ہو اور جس کو اس کی بھی شرم نہ ہو کہ اس پارٹی کے سب سے بڑے رہنما اور مربی کی عین تمنا اور دلی خواہش کیا تھی ایسی پارٹی کتنے دنوں تک اپنی ہستی اور اپنے وقار کو ملک میں قایم اور برقرار رکھ سکتی اور کب تک انتہائی مظلومیت کے ساتھ قتل ہونے والے اپنے روحانی باپ کی استخواں فروشی پر گذارا کر سکتی ہے؟ اس کا فیصلہ تو عنقریب مستقبل کریگا لیکن ہم کو یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ کانگرس کا یہ

فیصلہ اُردو زبان کی کمر پر وہ سب سے بڑی ضرب کاری ہے جو آئین اور جمہوریت کے نام پر اُس کو فنا کرنے کے لیے لگائی جا سکتی تھی اس کے بعد صرف یہ منزل باقی رہ جاتی ہے کہ اُردو بولنے والی زبانوں پر قفل لگا دیا جائے اور اس زبان میں گفتگو کرنے کو ہی قانوناً ممنوع قرار دے دیا جائے۔

کچھ دم ہے اگر تجھ میں تو آ یہ بھی تو کر دیکھ!!

قول و فعل کی عدم مطابقت اور ساتھ ہی فریب خوردگی نفس کی کوئی مثال دنیا کی تاریخ میں اس سے زیادہ افسوسناک اور حیرت انگیز نہیں ہو سکتی کہ کسی ملک کی ریاستی زبان ایک ایسی زبان کو قرار دیا جائے جس کو اس ملک کی نیشنل گورنمنٹ کا وزیر اعظم نہ بول سکتا ہو اور جس کے لغت اور رسم الخط سے اس کا وزیر تعلیم تک ناآشنا ہو کیا اب بھی کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ ہندوستان کی تقسیم کا ذمہ دار صرف وہ پست ہمت اور کم حوصلہ مسلمان ہے جو اپنے ساتھی کی تنگ نظری کا جائزہ لینے کے بعد اس درجہ سراسیمہ و حواس باختہ ہو گیا کہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار بیٹھا اور اپنے اخلاق فاضلہ، عمدہ کیرکٹر اور بلند کردار کے ذریعہ اس کی اصلاح کی کوشش کرنے کے بجائے خود اُن اوچھے ہتیاروں پر اُتر آیا جن کی شکایت وہ اپنے ساتھی سے کرتا تھا۔

بہر حال اب جبکہ اردو زبان کے لیے آئین ہند کی بارگاہ سے عملاً جلا وطنی کا حکم صادر ہو چکا ہے ان لوگوں سے کچھ کہنا سُننا فضول ہے جن کے ہاتھ میں اس وقت عنانِ حکومت ہے ہم صرف اُردو کے قدر دانوں سے یہ کہیں گے کہ آپ لوگ اس ناگوار صورت حال سے مایوس و دم گرفتہ نہ ہوں یہ تو تاریخ کے انقلابات ہیں جو سدا ایک ہی طرح کے نہیں ہوتے زبانیں حکومت کے سہارے سے ہی زندہ نہیں رہتی ہیں بلکہ کسی زبان کا بقا اور اس کا قیام اس کے بولنے والوں اور قدر دانوں کے عزم و

ہمت۔ اور اس کی قابلیت ولیاقت پر موقوف ہوتا ہے۔ جس زبان کی فطرت میں زندہ رہنے اور ترقی کرنے کا جوہر ودیعت ہوا اور جس کے بولنے والے خود زندہ رہنے کا عزم راسخ کر چکے ہوں اس کو دنیا کا کوئی ہتھیار فنا نہیں کرسکتا ہندی یا کوئی اور زبان کتنی ہی طاقتور ہو بہر حال انگریزی سے زیادہ وسیع ہمہ گیر۔ جاذب اور قوی نہیں ہوسکتی۔ پس جب انگریزی کے دور عروج وارتقا میں اردو کو زوال نہیں بلکہ عروج ہوا اور انگریزوں کی تمام کوششوں کے باوجود وہ دیکھتے دیکھتے مہذب دنیا کی ایک ایسی زبان بن گئی کہ آج اس کی تعلیم کا انتظام روس، یورپ اور امریکہ تک کی بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں ہے تو پھر ہندی سے جو کہ اُردو کی غیر نہیں بلکہ اس کے ساتھ کی کھیلی ہوئی ہمجولی اور رشتہ دار ہے۔ کس طرح یہ خطرہ ہوسکتا ہے کہ اس کی ریاستی اور آئینی اہمیت اُردو کو فنا کرسکیگی۔

زبان کہیں کی اور کسی ملک کی ہو اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ چنانچہ اردو کا بھی کوئی مذہب نہیں ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس وقت ملک میں اس زبان کے ساتھ بغض وعناد کا جو معاملہ کیا جارہا ہے اسکی بنیاد اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے کہ مسلمانوں کو بہ نسبت دوسرے فرقوں کے اس زبان سے زیادہ تعلق ہے اس بناء پر جہاں تک اُردو کی حفاظت وبقا اور اس کی ترقی واشاعت کا تعلق ہے مسلمانوں کی ذمہ داری بھی بہ نسبت دوسروں کے زیادہ ہے اُن کو یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان میں اسلامی کلچر، اسلامی علوم وفنون کا اردو کے ساتھ بڑا گہرا رابطہ ہے۔ اگر خدانخواستہ اس زبان پر زوال آیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلامی کلچر کے اُبھرے ہوئے اور روشن حروف بھی مدھم پڑ جائیں گے اور مسلمانوں کی ملی انفرادیت ختم ہوجائیگی اس بناء پر ہند کے چار کروڑ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ہندی میں کمال ومہارت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اردو کی حفاظت کا بھی بندوبست کریں اور جس طرح بھی ممکن ہو وہ اس کو باقی رکھنے کی جدوجہد کریں۔ مرعوبیت اور خود فرموشی مسلمانوں کی شان سے بعید ہے جو قوم انقلابات عالم کی آندھیوں میں بھی اپنے چراغ کو روشن رکھنے کا فن جانتی ہو اس کو نرم وسبک گام بادِ شب گاہی سے کیا اندیشہ ہوسکتا ہے!!!۔